بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کلمۃ الحرمین

"وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ ـ الآیۃ"

سعودی عرب میں اسلامی شورائی نظام کا قیام

بارھویں صدی ہجری میں نجد کا علاقہ پھر سے دورِ جاہلیت کی تمام تر روحانی، اخلاقی اور اقتصادی بیماریوں کی آماجگاہ بن چکا تھا ــــ جہاں نہ صرف مذہبی اقدار کو پاؤں تلے روندا جا رہا تھا، بلکہ یہاں کے دنیوی معاملات میں بھی اسلامی تعلیمات کی جھلک تک نظر نہ آتی تھی۔ علماء کی اکثریت خود علمِ دین ہی سے نابلد تھی، جب کہ عوام الناس کو شرک و بدعت اور اوہام پرستی ایسی مہلک بیماریوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا ــــ ان کے عقائد میں اس قدر تبدیلی آ چکی تھی کہ جاہلیتِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو رہی تھی ــ لوگ نفع و نقصان کی قدرت کا اعتقاد رکھتے ہوئے قبروں، درختوں، چٹانوں کے سامنے سجدہ ریز تھے، ان سے دعائیں مانگتے، مرادیں طلب کرتے اور ان پر جانور ذبح کر رہے تھے ــــ جاہلی رسوم و رواج ان کی عادت بن چکے تھے اور کاہنوں، نجومیوں، رملیوں اور جوگیوں کی پھر سے بن آئی تھی ــــ مختصراً یہ کہ ان کے دین کو اس دین سے کوئی تعلق نہ تھا، جس سے گیارہ صدیاں قبل نبیٔ اُمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا والوں کو روشناس کرایا تھا ــــ ہاں بلکہ بدعات و خرافات

اور مشرکانہ رسوم ورواج کا ایک مجموعہ تھا، جسے اہلِ نجد نے دین وعبادت اور تقدس کا نام دے دیا تھا۔

جب کسی قوم کی مذہبی حالت دگرگوں ہوتی ہے، تو اس کے دنیوی معاملات میں بھی اضمحلال رونما ہونے لگتا ہے، یہاں تک کہ زندگی کے تمام شعبے براہِ راست ابلیس لعین کی زد میں ہوتے ہیں ـــ تب نیکی منہ چھپائے پھرتی ہے، اور بدی کا بھوت عین چوراہوں میں ننگا ناچنے لگتا ہے ـــ اہلِ نجد نے دینی اور اخلاقی قدروں کو خیرباد کہا، تو ان کی معاشی اور معاشرتی حالت بھی جہنم کا منظر پیش کرنے لگی ـــ یہاں کے شہری، دیہاتی اور جنگلوں میں رہنے والے سبھی حیوانوں کی طرح آزادانہ اور بہیمانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے تھے ـــ بے گناہ انسانوں کا خون گرانے میں انھیں کوئی ہچکچاہٹ نہ تھی اور کسی دوسرے انسان کی جان و مال اور آبرو کی ان کے ہاں کچھ وقعت نہ تھی ـــ ہر طرف نفسِ امّارہ کا تغلّب تھا، عقل و خرد کی آنکھیں بصارتِ ہدایت سے محروم ہو چکی تھیں۔

نجد کے جنگلات میں سفر کرنے والے لوگ چوروں اور ڈاکوؤں کے حملوں سے محفوظ نہ تھے ـــ لٹیرے موقع پا کر تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے، عورتوں کی عصمتوں کے آبگینوں کو چور چور کرتے، شیرخوار بچوں کو طوقِ غلامی پہنانے کے لیے اغوا کر لیتے اور مقابلہ کرنے والوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے بعد مقتولوں کی لاشوں کو بے گور و کفن زمین پر چھوڑ کر چلے جاتے ـــ طرفہ یہ کہ حکمرانوں میں سے کوئی بھی حالات کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا ـــ رہے علماء، تو ان کی اکثریت بے حس تھی ـــ حساس علماء میں وہ قوت و عزیمت نہ تھی، جو انہیں طاغوتی طاقتوں کے سامنے سینہ سپر کرتی، اور جو معدودے چند ایسے تھے کہ اس گئے دور میں بھی دعوت الی اللہ کو گرمجوشی اور کامل مستعدی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے تھے، انھیں چن چن کر قتل کیا جا رہا تھا![1]

یہ تھا بارھویں صدی ہجری کا وہ نجد، جس کے ایک علمی گھرانے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے آنکھ کھولی ـــ ایامِ طفولیت گزارنے اور تحصیلِ علوم سے فراغت کے بعد جب آپ نے

---

[1] دیکھئے "سیرت شیخ محمد بن عبدالوہاب" مؤلفہ شیخ احمد عبدالغفور عطار ۱۲

چاروں طرف پھیلے ہوئے شر و فساد کے ہمہ گیر سیلاب کو دیکھا تو جذبۂ حمیتِ دینی کے باعث تڑپ اُٹھے ـــــ چنانچہ ابھی آپ کی عمر بیس سال کو بھی نہ پہنچی تھی کہ میدانِ عمل میں اتر پڑے، اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا ـــــ ابتداء میں اس کا دائرۂ کار انتہائی محدود تھا، لیکن آہستہ آہستہ یہ دعوت پھیلتی چلی گئی، اور نجد و حرمین کے بہت سے علماء نے آپ کی آواز پر لبیک کہی ـــــ اس دوران وہ سب کچھ ہوا، جو داعیانِ حق کے ساتھ شروع سے آج تلک ہوتا چلا آیا ہے ـــــ طاغوتی طاقتیں لنگر لنگوٹ کس کر اپنے پورے جوش خروش کے ساتھ آپ کے خلاف حرکت میں آئیں، لیکن آپ ایک مضبوط چٹان کی طرح ان کے سامنے جمے رہے ـــــ مخالفین میں ایک کثیر تعداد علمائے سوء کی بھی تھی، ان لوگوں نے آپ کی دعوت پر نکتہ چینی کی، آپ کے عقائد پر طعن کر کے آپ کو بدنام کرنا چاہا، سازشوں کے جال پھیلائے، قتل تک کے منصوبے بنائے ـــــ یہی وجہ ہے کہ آپ کو یکے بعد دیگرے کئی شہر چھوڑنے پڑے، تاہم راہِ حق کا یہ مسافر پورے صبر و استقلال کے ساتھ اپنی دعوت میں مصروف رہا ـــــ آپ نے تحریر و تقریر اور تصنیفات و تالیفات کے ذریعے باطل کا تعاقب کیا، شبہات کا ازالہ کیا، دلائل سے حق کو واضح کیا، اور کتاب و سنت کے مطابق لوگوں کو راہِ حق کی طرف بلایا ـــــ تا آنکہ آپ کو امیرِ درعیہ شیخ محمد بن سعودؒ کی نہ صرف حمایت حاصل ہوئی، بلکہ ان کے ساتھ ایک باقاعدہ معاہدہ بھی طے پایا ـــــ اس معاہدہ کے تحت امیر نے اپنی تمام تر مادی قوتیں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیں، جب کہ شیخ ایک طرف امیر کو، ان کے سیاسی، معاشرتی اور اجتماعی امور میں کتاب و سنت کے مطابق راہنمائی دیتے، تو دوسری طرف جہاد کے مقدس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے لیے امیر کے دوش بدوش اگلی صفوں میں بہادری کے جوہر بھی دکھاتے رہے۔

اس معاہدہ اور وفاق کا یہ نتیجہ تھا کہ نہ صرف درعیہ، بلکہ پورے نجد کی کایا پلٹ ہوئی ـــــ مساجد آباد ہوئیں، قبے، قبریں اور مزارات منہدم ہوئے ـــــ لوگوں نے اللہ کا دین قبول کیا، اور اپنے آباء و اجداد کے اندھے قوانین، جاہلانہ طور طریقوں کی تقلید چھوڑ کر کتاب و سنت کی اتباع کی راہ اختیار کی ـــــ نماز پر مواظبت ہوئی، زکوٰۃ ادا کی جانے لگی، شرعِ خداوندی کے مطابق روزہ رکھا جانے لگا ـــــ امر بالمعروف، نہی عن المنکر پر توجہ ہوئی، شہروں، دیہاتوں، راستوں اور صحراؤں میں امن و امان قائم ہوا ـــــ دیہات کے اجڈ لوگ اپنی غلط

روش سے باز آئے، اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوئے، حق کو قبول کیا! ــــ گرد وپیش کے علاقوں کی طرف توجہ ہوئی، اور جملہ بلاد وامصار میں مبلغین، معلّمین اور قضاۃ بھیجے گئے ــــ نتیجۃً شرک وبدعات کو دیس نکالا ملا، توحید وسنّت کا بول بالا ہوا، حق کا پرچار ہوا، اور پورے نجد میں رشد وہدایت کی لہریں دوڑنے لگیں! ــــ مدارس کے علاوہ گلی کوچوں سے بھی "قال اللہ وقال الرسول ﷺ" کے نغمے پھوٹنے لگے، تشنگانِ علم نہ صرف مسجدوں اور مدرسوں میں علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہوئے، بلکہ گھروں اور پارکوں میں بھی عشاقانِ کتاب وسنّت کے ہجوم نظر آنے لگے ــــ ایک وہ وقت تھا، جب یہ پورا علاقہ جہالت وتاریکی کی آغوش میں تھا، لیکن اب علم وادب کی شعاؤں نے اس کے چپہ چپہ کو بقعۂ نور بنا دیا تھا ــــ مساجد اسلامی ثقافت کی آئینہ دار نظر آنے لگیں، علمی مباحث ومذاکرات کا غلغلہ قوتِ سامعہ کو سرشار کرنے لگا! ــــ اب اہلِ نجد کی زندگی کی رگوں میں مسرت وانبساط کا تازہ خون گردش کر رہا تھا، انسانیت امن وسکون سے آشنا ہو چکی تھی!

شیخ الاسلام محمدؒ بن عبدالوہاب اور امیر ابنِ سعودؒ کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا ــــ وہ ایک ایسی مملکت کی تشکیل میں کامیاب ہو چکے تھے، جس میں عقائد واعمال، سیاست وعدالت، زراعت وتجارت اور معیشت ومعاشرت، غرض جملہ شعبہ ہائے حیات کتاب وسنّت کی ٹھوس بنیادوں پر استوار تھے ــــ اس اصلاحی مملکت کے قیام سے لوگوں کو دینی اور اخروی فوائد کے علاوہ گزشتہ طویل بدامنی، خوف وہراس اور لمبی انارکی کے بعد امن وسلامتی، باہمی محبت واخوت، اتحاد ویگانگت کی سعادتیں اور اجتماعی زندگی کی برکات میسر آئیں ــــ اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام اور امام ابنِ سعود کی محنتوں، ریاضتوں سے سینچے ہوئے درخت کو ان کی زندگی ہی میں بارآور فرمایا، چنانچہ اس کے میٹھے پھل انھوں نے خود بھی کھائے اور ان کے بعد سرزمینِ نجد وحجاز کے باشندے آج تک ان کی لذت سے شادکام ہو رہے ہیں۔

ان دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد آلِ شیخ اور آلِ سعود نے اپنے پیش روؤں کے مشن کو آگے بڑھایا، تا آنکہ ان کی پیہم کوششوں اور جہدِ مسلسل سے پورا حجاز ان کے زیرِ تسلط آگیا ــــ ۱۳۴۳ھ میں امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعودؒ کے دور میں حرمین شریفین بھی سعودی حکومت میں شامل ہوئے، اور آج تک الحمد للہ اسی

حکومت کی نگرانی میں ہیں۔

۱۱۵۷ھ میں اس دعوت کا آغاز ہوا تھا، تب سے آج تلک آلِ سعود برابر امامت، دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دوسرے کی جانشینی کرتے چلے آرہے ہیں، جب کہ وعظ وارشاد، نصیحت وتبلیغ اور لوگوں کی دینی تعلیم کے معاملات یکے بعد دیگرے آلِ شیخ کے سپرد ہوتے رہے — آج بھی انھی کے پاس ہیں، اور آئندہ بھی انشاء اللہ جب تک وہ کتاب وسنّت سے تمسک کئے رہیں گے، انھی کے پاس رہیں گے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا — الآية!" (النور: ۵۵)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا، جیسے ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا — ان کے دین کو، جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے، مستحکم و پایئدار کرے گا، اور خوف کے بعد انھیں امن بخشے گا!"

سعودی عرب اس وقت بھی پوری دنیا میں اسلامی، فلاحی، مثالی مملکت ہے۔ اور ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ کے بعد سعودی حکومت کی مثال تاریخ میں شاذ ونادر ہی ملے گی — توحید وسنّت کا ٹھوس عقیدہ، بغیر رورعایت کے اسلامی قوانین کا نفاذ، عدل وانصاف کی بہترین قدریں اور امن وسلامتی کی بہاریں ایک اسلامی حکومت کا لازمہ ہیں، اور یہ سب چیزیں سعودی عرب میں موجود ہیں۔

نظمِ حکومت میں شاذ و نادر، معمولی تبدیلیوں کے باوجود سعودی حکومت کے جملہ امور ہر دور میں کتاب وسنّت کی بنیادوں پر مستحکم رہے ہیں — ۱۳۷۳ھ میں اگرچہ ملک عبدالعزیز نے وزارت کا نظام قائم کیا، تو یہ بھی ٹھوس اسلامی بنیادوں ہی پر تھا، اور اس نظام میں اسلام کی کسی قسم کی کوئی مخالفت یا توہین نہیں پائی گئی — اور آج اگر اس میں

ایک اور تبدیلی آئی ہے، تو یہ تبدیلی بھی نہ صرف خوش آئند ہے، بلکہ اسلامی نظام حکومت کی حقیقی روح کی ترجمان بھی! —— چوں کہ کچھ لوگ جمہوریت اور دیگر نظام ہائے جدید سے مرعوبیت کے نتیجہ میں، نیز یورپی گندی صحافت سے متاثر ہو کر حقوقِ انسانیت کے نام پر سعودی حکومت کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کر رہے تھے اور سعودی حکمرانوں پر عیاش وغیرہ کے لیبل چسپاں کر کے انہیں مطعون کر رہے، ان پر کیچڑ اچھال رہے تھے، اس لیے ملک فہد حفظہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ رشعبان ۱۴۱۲ھ کو مجلس شوریٰ کے قیام کا اعلان کر کے اس غلیظ پروپیگنڈہ کرنے والوں کا منہ بند کر دیا ہے —— اگرچہ بعض سطحی ذہن رکھنے والے اسے اب بھی "سعودی عرب میں بحالیٔ جمہوریت" کا نام دے رہے ہیں —— حالانکہ شاہ فہد نے اپنی نشری تقریر میں نظامِ مجلسِ شوریٰ تشکیل دیتے وقت تعلیماتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اس کی بنیاد قرآنِ مجید کی درج ذیل دو آیتوں کو بنایا ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ —— الآية!"

(آلِ عمران: ۱۵۹)

"اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کیجیے!"

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ —— الآية!"

(الشّورىٰ: ۳۸)

"وہ اپنے کام باہمی مشورے سے کرتے ہیں!"

—— انھوں نے واضح طور پر فرمایا کہ:

- "اسلام ہی عقیدہ اور شریعت ہے!"
- "مملکتِ دولتِ عربیہ" کا دین اسلام ہے، اور اس کا دستور کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے!"
- "مملکت کے تمام امور شریعتِ اسلامیہ کے مطابق طے پائیں گے!"
- "انفرادی طور پر مملکت کا ہر شہری شریعتِ اسلامی کا پابند ہوگا، اور ان کا اجتماعی باہمی تعاون نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر ہوگا!"

شاہ فہد حفظہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ اقدام کر کے ایک طرف اگر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کو آواز دی ہے، اور جملہ اہلِ اسلام کے دل

موہ لیے ہیں، تو دوسری طرف انھوں نے دَورِ حاضر کے چیلنج " اسلام آج ایک ناقابلِ عمل دین ہے" کو قبول کرتے ہوئے پوری دنیائے انسانیت کو یہ بتلا دیا ہے کہ:

دینِ اسلام آج سے چودہ صدیاں قبل بھی ہمارا راہنما تھا، آج بھی قابلِ عمل ہے، اور آئندہ بھی تا قیامت ہمارا راہنما رہے گا!

—— دعا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اپنے نیک عزائم میں کامیاب کرے ——

فجزاہ اللہ تعالیٰ عنّا وعن سائر المسلمین —— آمین! —— وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

(اکرام اللہ ساجد)

قارئینِ کرام نوٹ فرمائیں

● ڈاک کی تعمیل میں سخت دقت پیش آنے کی بناء پر تمام پتہ جات از سرِ نو لکھ کر ان کے ساتھ حوالہ نمبر (مثلاً ۵۴۵ - خ، ۱۶/۴، ۱۳ - ل) کا التزام کیا گیا ہے۔

آپ کے نام آنے والے رسالہ کے باہر لفافہ پر پتہ کی چٹ میں یہ نمبر تحریر ہے۔ براہِ کرم خط و کتابت کرتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔

● جن احباب کو نمونہ کا پرچہ روانہ کیا جا رہا ہے، برائے مہربانی خریداری قبول کرنے کی اطلاع دے کر شکریہ کا موقعہ دیں —— زائد خرچ سے بچنے کے لیے اپنا زرِ تعاون وی پی پی کی بجائے بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔

● اگر خدانخواستہ آپ کو "حرمین" کی خریداری قبول نہیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آپ کے نام "حرمین" کی ترسیل روک دی جائے۔

والسلام!

(مینجر)